© rasailojaraid.com

الاستفتاء

چند دن قبل مولانا عبدالمجید صاحب بھٹی (ضلع گوجرانوالہ) کی طرف سے ادارہ کو ایک لفافہ موصول ہوا، جس میں ایک استفتاء اور اس کے دو مختلف جوابات تھے، ساتھ ہی مولانا کا ایک وضاحتی خط بھی تھا، جس میں انہوں نے لکھا تھا:

"میں نے یہ استفتاء مفتی عبدالواحد صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ کو بھیجا تھا، جس کا جواب انہوں نے لکھ کر بھیج دیا لیکن راقم کی ان جوابات سے تشفی نہیں ہوئی چنانچہ یہی استفتاء میں نے جامعہ محمدیہ جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ کے صدر مدرس مولانا عبدالحمید صاحب کو ارسال کیا اور انہوں نے جو جوابات لکھ کر بھیجے، گو میں اُن سے مطمئن تھا لیکن چونکہ دونوں جوابات ایک دوسرے سے بہت کچھ مختلف تھے اس لیے اس الجھن میں پڑ گیا کہ ان دونوں میں سے کون سا جواب صحیح ہے اور کون سا غلط —— جو صحیح ہے، اس کی صحت کی دلیل کیا ہے اور غلط کس بناء پر غلط ہے؟ —— ناچار یہ استفتاء مع ہر دو جوابات کے آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں، آپ براہِ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں، تاکہ میں نہ صرف صحیح نتیجے پر پہنچ سکوں بلکہ مجھے اطمینانِ قلب بھی حاصل ہو، جو ظاہر ہے کتاب و سنت ہی کی بناء پر ممکن ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

"فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ"

والسلام

(عبدالمجید بھٹی نواں کوٹ (پھیروکے) ضلع گوجرانوالہ)

ہم نے یہ استفتاء مع جوابات اور وضاحتی خط مولانا عزیز زبیدی صاحب (منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی خدمت میں روانہ کر دیا جس کا جواب انہوں نے فوراً ہی لکھ کر بھیج دیا۔

قارئین کے استفادہ کے لیے ہم یہ سوالات مع جوابات اور فیصلہ کے "محدث" میں شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین کہ زید نے ایک مطلقہ عورت سے عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح کر لیا اور اس سے دو تین بچے بھی پیدا ہوئے۔ اس دوران پیش امام صاحب اور دیگر لوگوں نے اُسے کئی دفعہ تجدیدِ نکاح کی تلقین بھی کی مگر اس نے سنی ان سنی کر دی۔ آخر عرصہ آٹھ سال بعد بات زور پکڑ گئی اور پیش امام صاحب نے اس کا دوبارہ نکاح کیا اور بطورِ تعزیر ۱۲۰ مساکین کا کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا گیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: (۱) کیا اس کا پہلا نکاح کرنا ناجائز تھا کہ اس کا دوبارہ نکاح کیا گیا ۲۔ پہلے نکاح میں اس عورت کی پھوپھی موجود تھی۔ کیا کسی عورت کی بوقت نکاح عورت ولیہ ہو سکتی ہے جبکہ اس کے مرد قریبی رشتہ دار اور والدہ زندہ ہو۔ ۳۔ دوسری دفعہ جو پیش امام صاحب نے اس کا نکاح کیا ہے اس میں اس عورت کا کوئی ولی موجود نہیں تھا اور نہ ہی میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی گئی ہے۔ (استبراء رحم کی خاطر) تو کیا ولی کی اجازت کے بغیر اور استبراء رحم کے بغیر نکاحِ ثانی درست ہے؟ ۴۔ کیا زید پر ۱۲۰ مساکین کے کھانا کھلانے سے اس کے گناہ کی تلافی ہو گئی ہے یا اس پر یہ ناجائز بوجھ ڈالا گیا ہے؟ ۵۔ کیا ان ہر دو دفعہ نکاح کرنے میں جو لوگ مجلسِ نکاح میں موجود تھے اُن کے اپنے نکاح تو نہیں ٹوٹ گئے؟ وغیرہ۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔

بیّنوا توجروا!

مفتی عبدالواحد صاحب کا جواب!

۱۔ پہلا نکاح جب عدت کے اندر تھا تو کیا نکاح کے ناجائز ہونے میں کوئی شک ہے؟

۲۔ عورت بالغہ ہے وہ اپنے آپ کی خود ولیہ ہے۔

۳۔ نکاح درست ہے، وہ خود اپنے آپ کی ولیہ ہے اور نہ ہی یہاں استبراء کی ضرورت ہے وہ اگر حاملہ ہو تو خاوند تا وضع حمل جماع سے پرہیز کرے۔

۴۔ گناہ تو صرف توبہ سے معاف ہو گا، یہ کھانا وغیرہ تو تتمیم توبہ کے لیے ہے۔

۵۔ دوسرے نکاح میں جو لوگ شریک تھے وہ ایک جائز نکاح میں شریک ہوتے ہیں اور جو پہلے نکاح میں شامل تھے اور جانتے تھے کہ یہ نکاح عدت میں ہو رہا ہے تو وہ مجرم ہیں اور ایک حرام کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حلال بنانے میں مددگار بن رہے ہیں، توبہ کریں اور اپنے نکاحوں کی تجدید بھی کریں۔

واللہ اعلم بالصواب!

(عبدالواحد جامع مسجد گوجرانوالہ) مہر

مولانا عبدالحمید صاحب کا جواب!

الجواب: شرعاً نکاح میں خاوند، بیوی کی رضا اور عورت کے ولی کی رضا کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر شرعاً نکاح نہیں ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے: "لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ"۔ "نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوگا۔"

صورتِ مذکورہ میں ایک خرابی یہ ہے کہ عدت مکمل ہونے سے پہلے ہوا ہے، یہ بھی ناجائز ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ نکاح میں عورت کے ولی کی موجودگی نہیں۔ اس لیے پہلا نکاح بالکل خلافِ شرع ہے اور باطل ہے۔

دوبارہ جو نکاح ہوا ہے اس میں خرابی یہ ہے کہ ولی بھی موجود نہیں اور ساتھ ہی عورت کے لیے استبراء رحم کا ہونا ضروری تھا، وہ بھی نہیں ہوا۔

اب نکاح کی صحیح صورت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی کر دی جائے۔ جب عورت کو ایک ماہواری حیض آجائے تو اس کے بعد مناسب ولی کی موجودگی میں اور گواہوں کے روبرو نکاح ہو۔ جہاں تک نکاح میں شریک لوگوں کا تعلق ہے ان کے صحیح نکاحوں پر کوئی اثر نہیں۔ البتہ اپنی غلطی کی خدا سے معافی مانگیں۔ ہذا ما عندی والعلم عند اللہ!

(عبدالحمید مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ) مہر

"جواب درست ہے!"

(عزیز زبیدی۔ واربرٹن۔ شیخوپورہ ۶ صفر ۱۴۰۲ھ)

مولانا عزیز زبیدی صاحب کا اپنا جواب اور فیصلہ!

۱۔ **عدت کے اندر نکاح:** ایسا نکاح جائز نہیں ہے۔

۲۔ **پھوپھی کی موجودگی:** ائمہ حدیث کے نزدیک عورت ولی نہیں ہو سکتی۔ "قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَۃُ الْمَرْأَۃَ۔" (ابن ماجہ) جن فقہاء کے نزدیک عورت ولی ہو سکتی ہے اُن کے نزدیک بھی عصبات کی موجودگی میں وہ ولی نہیں ہو سکتی۔ "فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ عُصْبَۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَالْوِلَایَۃُ لِلْاُمِّ" (الدر المختار ص ۱۶۶) عورت خود بھی ولی نہیں ہو سکتی: "لَا تُزَوِّجُ الْمَرْاَۃُ نَفْسَھَا" (دار قطنی) حضرت ابو ہریرہؓ کا ارشاد ہے: "جو اپنی ولی آپ بنتی ہے وہ زانیہ ہوتی ہے: "فَاِنَّ الزَّانِیَۃَ ھِیَ الَّتِیْ تُزَوِّجُ نَفْسَھَا" (ابن ماجہ و دار قطنی) بہرحال پہلی صورت ہو یا دوسری، حدیث کی رُو سے نکاح نہیں ہوا۔ ولی اور استبراء رحم (رحم کی صفائی) کے بغیر نکاح جائز نہیں ہوتا:

"اَیُّمَا امْرَاَۃٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ" (المنتقی مع النیل ص ۱۰۱)

۳۔ ۱۲۰ مساکین کو کھانا: نکاح کے سلسلے میں اس غلطی کا کفارہ کھانا نہیں، توبہ ہے۔ مگر افسوس! کچھ لوگ ہر مسئلہ میں "کھانے پینے" کی کچھ نہ کچھ سبیل نکال ہی لیتے ہیں۔ اللہ ان دوستوں کو بھی توبہ کی توفیق دے!

۴۔ اس نکاح میں شرکاء: اگر عمداً شرکت کی تو عظیم گناہ کا ارتکاب کیا، اس کے لیے استغفار اور توبہ ضروری ہے۔ بے خبری میں ہوا تو اللہ معاف کرے گا۔

واللہ اعلم

عزیز زبیدی۔ واربرٹن۔ ضلع شیخوپورہ

۶ صفر ۱۴۰۲ھ

حجیتِ حدیث

ردِّ تقلید اور حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حجتِ شرعیہ ہونے پر فضیلت مآب شیخ ناصر الدین البانی کی مایۂ ناز کتاب۔ ترجمہ: حافظ عبدالرشید صاحب اظہر مدیرِ "محدث" جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی کا گراں قدر، مختصر مگر انتہائی جامع مقدمہ

قیمت ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ محدث، مجلس التحقیق الاسلامی۔ ۹۹۔ جے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

© rasailojaraid.com